منگل | 13۔ مئی 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 103 | منگل 5 محرم الحرام 1418ھ ۔ 13 ہجرت 1376ہش 13 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیمار کو چاہئے کہ توبہ استغفار میں مصروف رہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

بیمار کو چاہئے کہ توبہ استغفار میں مصروف ہو۔ انسان صحت کی حالت میں کئی قسم کی غلطیاں کرتا ہے۔ کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں اور کچھ حقوق عباد کے متعلق ہوتے ہیں ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہئے اور دنیا میں جس شخص کو نقصان بے جا پہنچایا ہو اس کو راضی کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ کرنی چاہئے۔ توبہ سے یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتر منتر کی طرح کچھ الفاظ منہ سے بولتا رہے بلکہ سچے دل سے اقرار ہونا چاہئے کہ میں آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا۔ اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 60)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ (عبادت) میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے (عبادت) کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 103)

توبہ کے بعد بہترین اعمال بجالانا ضروری ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وہ لوگ جو توبہ کرلیتے ہیں لیکن نیک اعمال میں جو بہترین اعمال ہیں انہیں اختیار کرنے میں کوئی جلدی نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں یہ اوپر کی باتیں ہیں ہم بعد میں کرلیں گے پہلے ابتدائی تو ٹھیک کر لیں اپنے آپ کو' عبادات شروع کردی ہیں بس یہی کافی ہے۔ انہیں سنوار کر پڑھنا' فجر سے پہلے کی عبادت تک جا پہنچا' راتوں کو اٹھنا ان تمام تقاضوں کو وہ سمجھتے ہیں کہ نفلی اور نسبتاً زیادہ اعلیٰ درجے کے تقاضے ہیں ان کے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے اس لئے وہ نفس کی کمزوری کی وجہ سے ٹالتے چلے جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ بڑھ ہی رہے ہیں' آج نہیں تو کل حاصل کرلیں گے یہ باتیں۔ تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ فرما رہا ہے کہ جو "احسن" کا حاصل کرنا ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ پہلی بات سے تمہیں تقویٰ تو نصیب ہو جائے گا مگر ادنیٰ درجے کا تقویٰ۔ اور جب تم توبہ کے بعد بہترین حصے پر عمل کی کوشش کرو گے تو تمہارے وجود کی کایا پلٹ جائے گی اور اس سے پہلے کہ خدا کی کوئی پکڑ ظاہر ہو جائے جسے تم محسوس نہ کرو یعنی تمہارا موت کا وقت آ پہنچے یا عذاب عام ظاہر ہو جائے اس وقت سے پہلے پہلے تم بہترین عمل کرلو۔

اب یہاں ایک اشکال ہے جس کا دور کرنا ضروری ہے۔ وہ لوگ جو توبہ کرلیتے ہیں کیا جب عذاب کا وقت آتا ہے اگر وہ احسن پر ہاتھ نہ ڈال رہے ہوں تو کیا عذاب کے نیچے آئیں گے؟ یہ سوال پیدا ہوتا ہے ورنہ آیت کریمہ ایک غیر ضروری بات تو نہیں فرما سکتی۔ پہلی آیت کے ساتھ اس کو ملا کر پڑھیں تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ "انیبو" کا مطلب تھا اگر کہ توبہ کرلو خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ' خدا نے وعدہ فرمایا کہ پھر عام بخشش کے اندر تم داخل ہو جاؤ گے تو "احسنوا" اس سے اگلا قدم ہے اگر احسان نہ کرسکے تو کیا اچانک عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ یہ ہے جو اشکال اس سے پیدا ہوتا ہے اور دور کرنا ضروری ہے۔ عذاب کی جو نوعیت ہے "بغتۃ" اور اچانک یہ بعض دفعہ قومی عذاب کے طور پر نازل ہوا کرتا ہے جس میں نیک بھی جس طرح گندم کے دانوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے اسی طرح وہ ہر شخص بیچ میں کچھ نہ کچھ مبتلا ضرور ہو جاتا ہے۔ عام قومی عذاب آرہے ہیں' مصیبتیں پڑ رہی ہیں سیلاب آرہے ہیں' طوفان آرہے ہیں' بے اطمینانی ہو رہی ہے' گھر گھر ڈاکے پڑ رہے ہیں' بچے چوری ہو رہے ہیں' ہر طرف ظلم کا دور دورہ ہے۔ وہ جو عذاب ہے وہ آتا تو بدوں پر ہے اور بدہی اس کے ذمہ دار ہیں لیکن بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ نیک لوگ بھی بے چارے اس میں زخمی ہوتے ہیں۔ کسی نہ کسی پہلو سے وہ دکھ اٹھا لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اچانک جو طوفان ظاہر ہوتا ہے مثلاً سیلاب آگیا ہے وہ نیکوں کے گھر اور بروں کے گھروں میں تمیز تو نہیں کرتا مگر وہ لوگ جو خدا کے نزدیک احسن اعمال والے ہیں ان کی بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس حیرت انگیز طریق پر حفاظت فرماتا ہے کہ وہ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ اس طرح ہم بچائیں جائیں گے۔

(از خطبہ 14۔ فروری 1997ء)

کامیابی

○ سیدہ مریم احمد بنت سید حنیف احمد صاحب مربی سلسلہ سیرالیون نے چھ سال کی عمر میں قصیدہ مکمل حفظ کرلیا تھا۔ نصرت جہاں اکیڈمی کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات میں عزیزہ کو گولڈ میڈل دیا گیا دعا ہے آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اسے نمایاں کامیابیاں عطا کرے آمین

دعا بڑی شئے ہے جبکہ انسان ہر طرف سے مایوس ہو جائے تو آخری حیلہ دعا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تقریب شادی

○ مکرم نور احمد بشیر ایم ایس سی لیکچرار گورنمنٹ کالج فتح جنگ ابن مکرم بشیر احمد سیالکوٹی صاحب دار الصدر جنوبی ربوہ کی شادی ہمراہ عزیزہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت مکرم سید احسن شاہ صاحب محلہ دار النصر ربوہ قرار پائی۔ برات مورخہ 97-4-21 کو سید احسن شاہ صاحب کے مکان واقعہ دار النصر ربوہ پہنچی۔ جہاں پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر انصار اللہ پاکستان نے دعا کروائی۔ دوسرے دن مورخہ 97-4-22 کو احاطہ دفتر انصار اللہ ربوہ میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ جہاں پر مدعوئین کی مشروبات سے تواضع کی گئی اور مکرم مولانا محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری نے دعا کروائی۔ عزیز نور احمد بشیر مکرم میاں حبیب اللہ صاحب آف حبیب کلاتھ ہاؤس گول بازار ربوہ کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ امینہ اختر صاحبہ مکرم مسعود احمد علوی صاحب ماڈل کالونی کراچی 21/20 اپریل کی درمیانی رات بعارضہ دماغ کی رگ پھٹ جانے کے بعمر 66 سال (قریباً) وفات پاگئیں۔ 21۔ کی شام ساڑھے آٹھ بجے میت ربوہ پہنچی اور 22۔ اپریل بعد فجر بیت المبارک میں ان کا جنازہ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے پڑھایا۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی جہاں دعا مکرم مولانا چوہدری ناصر احمد شمس صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ نے کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

ایک المناک حادثہ

○ مکرم وقار منظور بسراء صاحب استاذ جامعہ احمدیہ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر شوکت واہلہ صاحب جو پنڈی بھٹیاں کے سول ہسپتال میں سرجن ہیں کی فیملی کے آٹھ افراد 30۔ اپریل 1997ء کو لاہور سے پنڈی بھٹیاں آرہے تھے کہ فاروق آباد سے ذرا آگے سچا سودا نامی گاؤں کے قریب ان کی گاڑی' جسے ڈاکٹر شوکت صاحب کی اہلیہ محترمہ ڈرائیو کررہی تھیں' ایک پلی سے ٹکرا گئی۔ اس ہولناک حادثے کے نتیجے میں ڈاکٹر

باقی صفحہ 7 پر

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

13- ہجرت 1376 ہش 13- مئی 1997ء

بیماریوں کا علاج اور خدا تعالیٰ کی رحمت

بیماریاں روحانی بھی ہیں اور جسمانی بھی اور دونوں قسم کی بیماریوں کے متعلق یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ کسی مقام پر بھی انسان کو اپنی بیماری سے شفاء پانے کے لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اگرچہ بعض اوقات جسمانی بیماریوں کے اور روحانی بیماریوں کے لئے بھی یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اب یہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں یعنی علاج نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص بہت ہی زیادہ گنہگار ہو تو اس کے متعلق بھی یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اب یہ کہاں ٹھیک ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص جسمانی طور پر بہت زیادہ بیمار ہو تو اس کے متعلق بھی نہ صرف عام لوگ بلکہ بعض اوقات طبیب اور ڈاکٹر بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بیماری تو کوئی بھی ایسی نہیں کہ اس کا علاج نہ ہو۔ جہاں تک روحانی بیماریوں کا تعلق ہے بڑے بڑے بیمار لوگ اچھے ہو گئے اور کہا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندے بن کر انہوں نے بڑی نیک زندگی گزاری۔ اور جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے یہ محض طبیب اور ڈاکٹر کا اپنا اندازہ ہوتا ہے کہ اب یہ مریض شفایاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن کئی ایسے کیس دیکھنے میں آتے ہیں کہ بعض اوقات بغیر کسی وجہ کے انسان کی بیماری دور ہونے لگتی ہے جب ہم کہتے ہیں بغیر کسی وجہ کے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس وجہ کا ہمیں علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب ہی کے ذریعہ سارے کام کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے جو نظر آنے والا ہو یا نظر نہ آنے والا ہو۔ لیکن اس کی وجہ سے کیفیت بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔

پس اس سے ایک تو ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں کسی طور پر بھی اور کسی مقام پر بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کے بعد موت ہی آسکتی ہے۔ لیکن موت تو کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ اچھے بھلے دکھائی دینے والے لوگ بھی فوری طور پر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بیماری نظر آئے یا نہ نظر آئے۔ موت تو بہرحال برحق ہے لیکن جہاں تک انسانی نظر کا سوال ہے اسے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف لگی رہنا چاہئے اور اس سے امید رکھنی چاہئے کہ بیمار شفا یاب ہو جائے گا۔ جہاں تک بیماروں کی شفایابی کا تعلق ہے یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ گناہ گار ہو تو وہ غفور الرحیم ہے۔ اس کے گناہ بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے اور اسے ایک گندی زندگی سے نکال کر ایک پاکیزہ زندگی کی طرف لے آتا ہے۔ جسمانی طور پر بیمار ہو تو نہایت لاغر اور کمزور انسان کو بیماری سے نکال کر توانا و تندرست بنا دیتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اس بات کی طرف نظر رکھنی چاہئے کہ امید قائم ہے۔ اس امید کا تعلق خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہے اگر ہم خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اور نہیں ہونا چاہئے تو وہ اپنی رحمت کا ضرور اظہار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ مجھے جیسا انسان سمجھتا ہے ویسا ہی میں ہو جاتا ہوں یعنی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے اسے میں اپنی رحمت اور اپنے کرم سے حصہ دیتا ہوں۔ اور جو شخص ایسا نہیں سمجھتا وہ اس بات سے محروم رہتا ہے۔

پس بیماری کیسی بھی ہو روحانی بیماری ہو یا جسمانی بیماری ہو ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری نظر خدا تعالیٰ کی رحمت کی طرف رہنی چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کو ہمیشہ رحیم اور کریم سمجھتے ہوئے اس سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ روحانی یا جسمانی جیسی بھی ہو بیماری کو دور فرمائے۔ اسی سلسلہ میں ایک اور بات بھی ہمارے سامنے آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم کسی پر اس طرح اعتراض نہ کریں یا کسی کو اس طرح ہدف تنقید نہ بنائیں کہ اسے یہ احساس دلانا مقصود ہو کہ وہ تو اب ٹھیک ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ اپنے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت مانگتے ہیں اور آپ کو مل جاتی ہے تو دوسروں کے لئے بھی رحمت مانگئے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ عطا کر دے گا۔ تنقید ایک ایسی بات ہے جو بسا اوقات غلط بھی ہو سکتی ہے اور جس پر تنقید کی جاتی ہے اس کے دل میں انقباض پیدا کرنے کا بھی باعث ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ توجہ دلانے کی تو ضرورت ہے۔ بعض جسمانی بیماریاں اس لئے بڑھ جاتی ہیں کہ ان کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور روحانی بیماریاں تو اکثر ایسی ہیں کہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے وہ بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں اور بڑھتے بڑھتے اپنی انتہا کو پہنچنے لگتی ہیں۔ توجہ دلانا تو ضروری ہے۔ کسی کے کردار پر کسی کی جسمانی صحت پر توجہ دی جائے تو یقیناً بہتر ہو سکتے ہیں لیکن توجہ دلانے کا طریق ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا عنصر قائم رہے۔ یاد یہ بات دلائی جائے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے سب بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ روحانی ہوں یا جسمانی ہوں۔ جب کوئی شخص اس عنصر کو بھول کر کسی پر تنقید کرتا ہے یا کسی کو نصیحت کرتا ہے تو یقیناً وہ تنقید اور نصیحت اتنی کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت جس نے اصل کام کرنا تھا۔ اسی کا ذکر نہیں آیا۔ اسی کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔

پس یہ بات ہمارے لئے نہایت ضروری ہے کہ کبھی کسی بیماری سے مایوس نہ ہوں چاہے روحانی ہو یا جسمانی۔ لیکن مایوس نہ ہونے کے سلسلے میں اصل بات خدا تعالیٰ کی رحمت ہونی چاہئے یعنی ہمیشہ ہماری نظر خدا تعالیٰ کی طرف رہے کہ وہ رحیم اور کریم ہے۔ وہ ہماری بیماریوں کو دور کر سکتا ہے۔ شفاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں اپنا بھی تجزیہ کرتے رہنا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے رحمت مانگنی چاہئے۔ الگ بھی سوچتے رہنا چاہئے اور جہاں کہیں خرابی نظر آئے وہاں خدا تعالیٰ کی رحمت مانگتے ہوئے اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہماری اپنی زندگی بھی بہتر ہو سکتی ہے اور معاشرے میں دوسرے لوگوں کی بھی۔

پس یہ دو باتیں ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ بیماری روحانی ہو یا جسمانی' اور ہر بیماری کی شفا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے اور دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی۔ اور ایسی تنقید سے گریز کرنے کی ضرورت ہے جس سے دوسروں کے دل میں انقباض پیدا ہو کیونکہ انقباض بیماری کو بڑھانے کا باعث بنتا ہے کم کرنے کا نہیں۔ پس آئیے ہم ہمیشہ ان دونوں باتوں کا خیال رکھیں۔ اپنی زندگی کو بھی بہتر بنائیں اور دوسروں کی زندگی کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے۔

خدا کے ہاتھ میں دو ہاتھ اپنا
اور اپنی زندگی ہر دم سنوارو
یہ رستہ ہے بہت لمبا مگر تم
بڑھو' بڑھتے چلو' ہمّت نہ ہارو

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

علمی مسائل

ہمارے نوجوانوں کو ذہین بننا چاہئے۔ اور ان کی نظر وسیع ہونی چاہئے۔ وہ جب بھی کوئی کام کریں انہیں چاہئے اس کے سارے پہلوؤں کو سوچ لیں اور کوئی بات بھی ایسی نہ رہے جس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی ہو۔ یہی نقص ہے جس کی وجہ سے میں نے دیکھا ہے کہ روحانیات میں بھی ہمارے آدمی بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں اور وہ شکایت کرتے رہتے ہیں کہ ہم (عبادت) کرتے ہیں مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔ حالانکہ میں نے بارہا بتایا کہ صرف (عبادت کرنے) سے خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا قرب انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ حقیقی دین تو ایک مکمل عمارت کا نام ہے۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ تم مکمل عمارت کا فائدہ صرف ایک دیوار سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تم خود ہی بتاؤ کہ اگر کسی قلعہ کی تین دیواریں توڑ دی جائیں اور صرف ایک دیوار باقی رہنے دی جائے تو کیا اس ایک دیوار کی وجہ سے اس قلعہ کے اندر رہنے والا محفوظ رہ سکتا ہے۔ یقیناً جب تک اس کی چاروں دیواریں مکمل نہیں ہوں گی اس وقت تک اس قلعہ کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب محض (عبادت) کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور جس قدر احکام دین ہیں ان سب پر عمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ (اگر تم عبادت تو کرتے ہو) لیکن تم میں جھوٹ کی عادت ہے یا (عبادت تو کرتے ہو) لیکن روزے نہیں رکھتے یا روزے تو رکھتے ہو مگر (تزکیہ مال) نہیں کرتے یا (تزکیہ مال) تو کرتے ہو مگر مالدار ہونے کے باوجود اور سفر کی سہولت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے یا تم (عبادت بھی کرتے ہو) روزے بھی رکھتے ہو۔(-) بھی کرتے ہو مگر کسی غریب کا مال ظالمانہ طور پر کھا جاتے ہو تو تمہارا یہ امید کرنا کہ (یہ سب باتیں) تمہیں فائدہ دیں نادانی ہے۔ کیونکہ تم اپنی روحانی عمارت کو چاروں گوشوں سے مکمل نہیں کرتے۔ تم اگر ایک طرف پچاس فٹ چوڑی دیوار بھی کھڑی کر دیتے ہو تو وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی لیکن اگر تم چار انچ کی دیوار چاروں طرف بنا کر اس پر چھت ڈال لو تو وہ عمارت تمہیں سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکتی اور خطرات سے بچا سکتی ہے۔ بلکہ چار انچ موٹی دیوار کیا اگر تم سرکنڈے لے کر ان کا ایک جھونپڑا بنا لو یا بانس کی تیلیوں سے ایک جھونپڑی بنا لو تو گو وہ مضبوط نہیں ہوگی مگر تم اس میں امن سے رہ سکو گے۔ تم سو فٹ چوڑی صرف ایک دیوار کھڑی کر کے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تم آدھ انچ سرکنڈے کی دیواریں چاروں طرف کھڑی کر دو جیسا کہ عام طور پر بیٹ کے علاقے میں زمیندار لوگ بناتے ہیں تو تم اس سے وہ تمام فائدے اٹھا لو گے جو ایک مکمل عمارت سے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ تم اس جھونپڑی میں وہ تمام شرائط پوری طرح دو گے جو ایک مکان کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔ تم اس میں رات کو سو بھی سکو گے۔ تم سردی سے بھی بچ سکو گے۔ تم بارش سے بھی محفوظ رہو گے اور چوروں سے بھی بچ رہو گے۔ کیونکہ چور آخر ان سرکنڈوں کو توڑ کر اندر داخل ہوگا۔ اور جب وہ اندر داخل ہونے کے لئے سرکنڈے توڑے گا تمہاری آنکھ کھل سکتی ہے اور تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اسی طرح تم اس جھونپڑی میں بیٹھ کر پردہ قائم رکھ سکتے ہو۔ اور اگر میاں بیوی اندر بیٹھے اختلاط کر رہے ہوں تو کوئی ان پر نظر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن اس کی بجائے تم اگر سو فٹ چوڑی دیوار ایک طرف کھڑی کر دو اور باقی اطراف کو خالی رہنے دو تو تمہیں ان فوائد میں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

چھوٹے اور بڑے اخبار

کچھ قد آور صحافی اور ملک گیر شہرت رکھنے والے قانون دان صحافت کے متعلق بات کر رہے تھے۔ موضوع سخن تھا "آزادی صحافت" ہمیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک بہت بڑے صحافی نے کہا کہ صحافت پر بات کیا کریں۔ آج کل تو گوالے بھی ڈیکلاریشن لے کر اخبار نکال رہے ہیں۔ نہ ان کی کوئی تعلیم ہوتی ہے نہ ان کے پاس مال و دولت۔ ان کے پرچوں میں کام کرنے والے لوگ کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان پرچوں کے پاس نہ کوئی دفتر ہوتا ہے نہ کوئی ساز و سامان۔ لیکن بس اخبار نکالنے کی دھن ہوتی ہے اور وہ اخبار نکال لیتے ہیں۔

یہ صحافی دراصل صحافیوں کی کسی تنظیم کے سربراہ تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ انہیں رنج اس بات کا ہے کہ جب صحافیوں کی میٹنگ ہوتی ہے تو ایسے ایسے لوگ بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں جنہیں صرف گوالے کہا جا سکتا ہے وہ چاہتے تھے کہ صرف بڑے بڑے اخبارات کے مالک یا ان میں کام کرنے والے لوگ شامل ہوں۔ ملک گیر شہرت رکھنے والے قانون دان نے جب ان پر تنقید کی تو ایسے لگا کہ موضوع اپنی ڈگر سے ہٹ کر کسی اور طرف چل پڑا ہے۔ یہ لوگ صرف بول رہے تھے اور ہم سن رہے تھے۔ ان کے لئے ہماری بات سننا ممکن نہ تھا۔ ہمارے لئے انہیں مخاطب کرنا ممکن نہ تھا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ گفتگو ٹیلی ویژن پر ہو رہی تھی۔ بولنے والے صرف تین چار تھے اور سننے والے ہزاروں لاکھوں۔ ہم نے کچھ تھوڑی سی گفتگو سنی اور جب انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں ہانکنی شروع کیں تو ہم نے ٹیلی ویژن بند کر دیا اور خود سوچنے لگے کہ آخر صحافت ہے کیا۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے اور ہم نے اسی بات کا اظہار کیا کہ صحافت خبروں اور خیالات کو دور دور تک پہنچانے کا نام ہے کتنی دور تک یہ اپنی استطاعت پر منحصر ہے۔ کوئی صرف اپنے ایک چھوٹے سے حلقے تک پہنچا سکتا ہے کوئی اس سے بڑے حلقے تک کوئی دنیا بھر میں اپنے خیالات اور اپنی دی گئی خبروں کی رسائی کر سکتا ہے۔ لکھنے لکھانے کا نام صحافت نہیں۔ لکھنے کو تو کتابیں بھی لکھی جاتی ہیں اور دفتروں میں کام کرنے والے لوگ بھی دن بھر لکھتے ہی رہتے ہیں۔ صحافت دراصل نام ہے اس بات کا کہ آپ کے ارد گرد میں جو کچھ ہو رہا ہے ان باتوں کو خبروں کی صورت میں پیش کریں اور ان پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ ہر وہ شخص جو ایسا کرنا چاہتا ہے' چاہے وہ گوالا ہو یا کوئی اور' کر سکتا ہے۔ خواہش یہ ہونی چاہئے کہ خبریں اور خیالات دوسروں تک پہنچائے جائیں۔

اب خبریں اور خیالات پہنچانے کے لئے بھی بعض شرائط کو مد نظر رکھنا ضروری ہے خبریں خبریں ہوں نہ کہ افواہیں اور سچی خبریں ہوں۔ خبر کے رنگ میں پیش کرتے ہوئے انہیں توڑا مروڑا نہ جائے۔ ان کا اصل مقصد مسخ نہ کیا جائے اور خیالات میں سچائی اور سنجیدگی ہو۔ جن اخبارات میں ایسا نہیں ہوتا انہیں زرد اخبارات کہا جاتا ہے۔ انہیں زرد صحافت کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ درحقیقت سچی خبریں اور سنجیدہ خیالات پیش کرنے کا نام صحافت ہے۔ خبروں کے سلسلے میں ایک مشکل پیش آ سکتی ہے کہ آپ نے خبر سنی اور لوگوں کو سنا دی۔ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ خبر سچی ہے یا نہیں بعض خبروں کے متعلق تو کوشش کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ وہ سچی ہیں یا نہیں اور بعض خبروں کے متعلق ایسا کرنا آسان نہیں ہوتا۔ خیالات کے متعلق مشکل یہ پیش آتی ہے کہ انسانوں کا کسی نہ کسی طرف رجحان تو ہوتا ہی ہے وہ اپنے خیالات کو ان رجحانات کے پیش نظر لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر سنجیدہ ہوں تو رجحان چاہے کسی طرح ہی کیوں نہ ہو بات سنجیدگی سے کی جائے گی۔ اور سننے والوں پر بہتر اثر پیدا کرے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کو اخبار نکالنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ ڈیکلاریشن آسانی سے ملنا چاہئے۔ وہ کیسا اخبار نکالتا ہے۔ اس کے قارئین خود اسے جانچ لیں گے اور اس جانچ پڑتال کے بعد اس اخبار کی حیثیت متعین کرتے ہوئے یا اسے سراہیں گے یا اس پر تنقید کریں گے۔ اور اگر صحافت اس بات کا خیال رکھے یا یوں کہئے کہ صحافی اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ صرف روپیہ پیسہ کمانے کے لئے نہیں بلکہ صحافت کی سچی روح کو مد نظر رکھتے ہوئے سچی خبریں اور سنجیدہ خیالات پیش کرنا چاہتے ہیں تو یقیناً ان کی پذیرائی ہوگی۔ حلقہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سچی بات کرنے والا ایک شخص چند لوگوں تک اپنی بات پہنچائے یا ساری دنیا تک پہنچائے اس کی بات کی داد دی جائے گی۔ اور اس کے اس عمل کی بھی داد دی جائے گی کہ اس نے صحافت کے پیشے کو اختیار کر کے اس کے وقار کو بڑھایا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور بات جو ہم کہنا چاہیں گے یہ ہے کہ اخبارات کے صفحات سب کے لئے کھلے ہونے چاہئیں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ خبر غلط ہے تو وہ اس کی تردید کرے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ جو خیالات پیش کئے گئے ہیں ان میں ترمیم کی ضرورت ہے تو ان میں ترمیم کرے۔ گویا کہ یہ ایک کھلے دل سے پیش کی گئی بات کھلے دل تک پہنچنی چاہئے۔ اور اس سے لوگوں کو سچی خبریں بھی ملیں اور سنجیدہ خیالات بھی۔ اگر صحافت میں ان دونوں باتوں میں سے کسی کا فقدان ہے تو وہ صحافت نہیں۔ چاہے وہ پیش کرنے والا کوئی بڑا قد آور صحافی ہی کیوں نہ ہو۔ ہمیں یاد ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور میں ہمارے ایک کلاس فیلو سے جب ایک استاد نے پوچھا کہ آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ انسانیت کے خدمت گار۔ جس طرح بھی ممکن ہو گا انسانیت کی خدمت کریں گے چنانچہ تعلیم مکمل کرنے بعد انہوں نے ایک اخبار نکالا جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ بالکل چھوٹا سا اخبار تھا۔ نہ وہ خود کسی امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے نہ انہوں نے امراء سے مدد طلب کی اپنی ذہانت اور زور بازو کو کام میں لاتے ہوئے اخبار جاری کر دیا جس میں سچی خبریں اور سنجیدہ خیالات شائع ہوتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس اخبار نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور ملک کے بڑے اخباروں میں اس کا نام آنے لگا۔ یہ اخبار ایک ادارہ بن گیا اور آہستہ آہستہ اس ادارے نے بعض اور اخبارات بھی جاری کر دیئے۔ آج یہ ملک کا بہت بڑا ادارہ ہے اور اس کے زیر انتظام کئی اخبار شائع ہوتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ جب اس شخص نے اخبار جاری کیا تھا اس وقت اس کی ایسی ہی حالت تھی جیسی ایک گوالے کی۔ لیکن اب اس کے اخبارات دنیا کے بڑے بڑے اخباروں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے قابل ہیں۔

(ن-س)

ooo

ایک اچھی بات

اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔ اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو

آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ذکریا ورک

رموز فطرت صفحہ 97 تا 105

ہندوپاکستان کے نوبل انعام یافتگان

ہندوپاکستان کی تاریخ میں آج تک پانچ افراد نوبل انعام حاصل کرچکے ہیں سب سے پہلا شخص جس نے یہ انعام حاصل کیا وہ بنگال کے عظیم شاعر ٹیگور تھے اس کے بعد جن چار افراد نے انعام حاصل کیا ان میں سے تین سائنس دان موجودہ پاکستان کی زمین پر پیدا ہوئے تھے تینوں کی پیدائش پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہوئی۔ ان میں سے دو نے پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ایک سائنس دان جس نے "بلیک ہول" کا سائینسی تصور دنیا میں پیش کیا اس کی پیدائش لاہور میں ہوئی تھی۔

رابندر ناتھ ٹیگور

بنگال کے عظیم شاعر ٹیگور کی پیدائش کلکتہ میں 6- مئی 1861ء کو ہوئی آپ اپنے والدین کے چودہ بچوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے والد ایک مذہبی لیڈر تھے جنہوں نے بھارت کے اکثر مذہبی مقامات کا دورہ کیا ہوا تھا ٹیگور جب چودہ سال کے تھے تو ان کی والدہ سرادیوی کا انتقال ہوگیا... جس کی وجہ سے ان کا بچپن تنہائی میں گزرا جب آپ آٹھ سال کے تھے تو آپ نے شاعری سے فطری شغف کے باعث شعر کہنے شروع کئے۔

ٹیگور نے پہلے تعلیم پرائیویٹ اساتذہ سے حاصل کی پھر اس کے بعد آپ نے اورینٹل سیمناری کلکتہ اور بنگال اکیڈیمی میں تعلیم مکمل کی یہاں آپ نے لٹریچر کی تاریخ پر اور کلچر پر سیر حاصل تعلیم حاصل کی۔

ٹیگور نے 1873ء میں اپنے والد کے ہمراہ شمالی ہندوستان کا سفر کیا اس سفر کے دوران وہ برصغیر ہند کی غیر معمولی خوبصورتی اور رعنائی سے بہت متاثر ہوئے 1878ء میں آپ نے ایک نظم شاعر کی کہانی لکھی اسی سال وہ لندن یونیورسٹی قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ مگر ایک سال بعد ڈگری حاصل کئے بغیر کلکتہ واپس آ گئے۔

کلکتہ واپس آنے پر والد نے ان کو 1890ء میں ایسٹ بنگال فیملی کی اسٹیٹ کا خیال رکھنے کے لئے بھیج دیا جہاں آپ نے اپنا وقت کام میں اور دیہاتوں میں کسانوں کی زندگیاں اور گوناں گوں حالات کے مشاہدہ میں گزارا... 1893ء سے لے کر 1900ء تک کے عرصہ میں آپ نے شاعری کی سات کتابیں لکھیں... 1901ء میں آپ نے پانچ اساتذہ کے ساتھ مل کر ایک سکول کی بنیاد رکھی اس سال انہوں نے ایک کتاب ہسٹری آف انڈیا بھی لکھی۔

امریکہ میں ان کا ایک بیٹا شکاگو کی یونیورسٹی آف ایلی نائس میں تعلیم حاصل کررہا تھا اس لئے 1912ء میں انہوں نے امریکہ کا سفر کیا سفر کے دوران آپ نے لندن میں قیام کیا جہاں انہوں نے اپنی نظموں کا انگریزی ترجمہ ایک برطانوی پبلشر کو دکھایا جو بعد میں گیتانجلی کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کتاب کا پیش لفظ ولیم ییٹس Yeats نے لکھا تھا

امریکہ جانے کے اگلے سال ان کو نوبل انعام دیا گیا اس کی وجہ یہ بتلائی گئی......

Because of his profound sensitive‘ fresh and Beautiful verse by which with consummate skill he has made his poetic thought expressed in his own English words a part of the literature..

ٹیگور نوبل انعام لینے خود تو نہ جاسکے کیونکہ وہ امریکہ تھے۔ 1915ء میں ان کو "سر" کا خطاب ملا مگر جب انگریزوں نے امرتسر میں چار سو ہندوستانیوں کو قتل کیا تو یہ خطاب انہوں نے واپس کردیا شاعری کے علاوہ ٹیگور نے بہت سے ڈرامے لکھے جن میں سے ڈاک گھر بہت مقبول ہوا۔ ہندوستان کی چار یونیورسٹیوں نے ان کو اعزازی ڈگریاں دیں نیز برطانیہ کی آکسفورڈ نے بھی ان کو ڈاکٹر آف لاء کی ڈگری عطا کی۔

ان کی مندرجہ کتابیں قابل ذکر ہیں۔ گورا 1913ء دی گارڈنر‘ اے مدرز پریئر 1918ء مائی بوائے ہوڈیز 1940ء‘ آن دی ایج آف ٹائم 1958ء ریلیجن آف مین 1931ء

سر-سی-وی-رمن

بھارت کے 1930ء کے فزکس میں انعام پانے والے سائنس دان سی وی رمن مدراس کے قریب شہر میں 7- نومبر 1888ء کو پیدا ہوئے ان کے والد چندر اشیکھر فزکس کے پروفیسر تھے رمن نے یونیورسٹی آف مدارس سے 16 سال کی عمر میں گریجوایٹ کی ڈگری حاصل کی- نیز فزکس کے مضمون میں انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا۔

بچپن میں خرابی صحت کی بناء پر رمن یورپ اعلیٰ تعلیم کے لئے نہ جاسکے چنانچہ 1907ء میں انہوں نے انڈین سول سروس میں ملازمت کرلی فنانس کے ڈیپارٹمنٹ میں انہوں نے دس سال ملازمت کی اور فارغ وقت میں میوزک کے Strng instruments پر بشمول ڈھولکی کے تجربات کرتے رہے۔ 1917ء تک انہوں نے تیس مقالے مختلف رسالوں میں شائع کرائے ان مضامین کے شائع ہونے پر ان کی شہرت سائینسی حلقوں میں پھیل گئی جلد ہی ان کو کلکتہ یونیورسٹی کے فزکس کے شعبہ میں پروفیسر کی ملازمت حاصل ہوگئی۔

کلکتہ یونیورسٹی نے رمن کے عہد میں فزکس کے شعبہ میں عالمگیر شہرت حاصل کی۔ ان کے ہم عصر سائنس دانوں میں "بوس Bose" کا نام قابل ذکر ہے۔ کچھ سالوں بعد انہوں نے Optics کے موضوع پر تحقیق شروع کردی 1921ء میں انہوں نے یورپ کا سفر کیا۔ یورپ سے واپسی کا سفر انہوں نے بحری جہاز پر کرتے ہوئے سمندر کے نیلے رنگ کے پانی نے ان میں جستجو اور حیرانگی پیدا کی کہ یہ نیلے رنگ کا کیوں ہے؟؟ کلکتہ واپس پہنچ کر انہوں نے اس موضوع پر تحقیق شروع کی اور ایک سال کی سخت عرق ریزی کے بعد جواب یہ پیش کیا کہ...

Colour of sea is caused by molecular scattering of light by water Color just as light scattering by air molecules exlpains the molecules‘ color of sky

رمن کی اس تھیوری کے منظر عام پر آنے کے بعد ایک سات سالہ سٹڈی کا آغاز ہوا۔ جس سے یہ پتہ لگایا گیا کہ

How light is scattered by liquids solids and gases

1924ء میں رمن کو رائیل سوسائٹی آف لندن کا ممبر بنا دیا گیا۔ 1930ء میں ان کو نوبل انعام سے نوازا گیا جس کی وجہ یہ بتلائی گئی

For his work on the scattering of light and for the discovery of the effect named after him

بنگلور میں موجود انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائینسز کے وہ 1933ء میں ڈائریکٹر بنے اس کے بعد انہوں نے ہیروں اور جواہرت کے Crystallographic خواص پر کام کرنا شروع کردیا 1948ء میں ان کو رمن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں اس وقت ہزاروں ہیرے ایسے موجود ہیں جو رمن نے ریسرچ کے لئے اکٹھے کئے تھے۔

اگلے چند سالوں میں ان موضوعات پر تحقیق کی۔

Physiology of vision..... Optics and crystai structure color of flowers‘ developed new theory of human color vision

1907ء میں ان کی شادی سداری امال سے ہوئی جس کے بطن سے دو بچے پیدا ہوئے۔ ان کی طبیعت میں مزاح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کو ریسرچ کا بہت شوق تھا۔ میوزک کے وہ از حد دلدادہ تھے انکی وفات 82 سال کی عمر میں بنگلور میں ہوئی۔ نوبل انعام کے علاوہ روس کی حکومت نے انکو لینن انعام دیا۔ 1954ء میں بھارت نے ان کو Gem of India کا خطاب دیا۔ ان کی کتابوں میں فزیالوجی آف ویژن۔ اسپیکٹس آف سائینس۔ دی نیو فزکس۔ قابل ذکر ہیں۔ 1929ء میں برطانیہ کی حکومت نے ان کو "سر" کا خطاب دیا......

ہرگوبند کھورانا

بھارتی- امریکن سائنس دان جناب کھورانا کی پیدائش پنجاب پاکستان ایک چھوٹے سے گاؤں رائے پور" میں ہوئی ان کے والد کا نام گنپت رائے کھورانا تھا جو برطانوی حکومت کے محکمہ مال میں ٹیکس کلرک تھے۔ آپ پانچ بچوں میں سے سب سے چھوٹے تھے کھورانا کے والدین کا تعلق اگرچہ رائے پور کے غریب طبقہ سے تھا مگر گاؤں میں ان کا خاندان علم دوست طبقہ میں گنا جاتا تھا انہوں نے بچپن میں تعلیم گاؤں کے استاد سے کھلے میدان کے سکول میں حاصل کی اس کے بعد وہ ڈی اے وی ہائی اسکول۔ ملتان تعلیم کے لئے چلے گئے پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں انہوں نے کیمسٹری کا مطالعہ کیا۔ 1943ء میں بی ایس سی کا امتحان آنرز میں پاس کرنے کے بعد انہوں نے ایم ایس سی آنرز میں پاس کی۔

حکومت ہند کے وظیفہ پر 1945ء میں وہ یونیورسٹی آف لیورپول میں آرگینک کیمسٹری میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے چنانچہ 1948ء میں انہوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی یہاں سے وہ زیورخ سوئٹزرلینڈ ایک سال کی تعلیم کے لئے چلے گئے۔ 1949ء میں وہ برطانیہ واپس آئے تو ان کو کیمبرج یونیورسٹی میں فیلو بنا دیا گیا۔ یہاں پر ملازمت کے دوران انہوں نے Nucleic acid کی بائیو کیمسٹری پر تحقیق کرنا شروع کی جو خلئے کے مرکزے کے اندر پائے جاتے ہیں۔ 1952ء میں وہ کینیڈا کے صوبہ برٹش کولمبیا میں نقل مکانی کرگئے۔ 1959ء میں وینکوور شہر کی یونیورسٹی آف کولمبیا میں تحقیق کے دوران انہوں نے Enzmea کو سینتھا سائز کیا۔ جس پر ان کو آناً فاناً عالمی شہرت حاصل ہوگئی۔ 1960ء میں وہ یونیورسٹی آف وسکانش۔ میڈیسن میں کام کرنے لگے۔ 1963ء میں ان کو جرنل آف امریکن کیمیکل سوسائٹی کا ایڈیٹر بنا دیا گیا۔ 1964ء میں انہوں نے نیوکلینک ایسڈ کی بائیو کیمسٹری اور نیچر آف جین پر تحقیق کا کام شروع کیا یوں وہ جینیٹک کوڈ کو "ڈی سائیفر" کرنے کے مشکل اور جان جوکھوں والے راستہ پر گامزن ہوچکے تھے۔

ان کی کوششیں بالآخر 1968ء میں رنگ لائیں اور ان کو دو دوسرے سائنس دانوں سمیت نوبل انعام سے اس بات پر نوازا گیا کہ......

their interpretation of The genetic code and its functions in protein synthesis. the genetic code is the dictionary which gives us the translation of one alphabet into the other.......

نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد کھورانا اور ان کی ٹیم نے Yeast کے جین کو سینتھا سائز کیا۔ 1971ء میں انہوں نے MIT کی بین الاقوامی شہرت والی درسگاہ میں کام شروع کیا

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

میٹرک کے بعد آپ کیا کرسکتے ہیں

کیا آپ نے سوچا ہے کہ میٹرک کے بعد آپ کیا کرنا چاہتے ہیں یا کیا کرسکتے ہیں۔ اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی ابھی سے کیجئے تاکہ آئندہ پریشانی سے بچ سکیں۔ آپ کی رہنمائی کے لئے کچھ معلومات مہیا کی جارہی ہیں۔

1۔ ایسے احمدی طلباء جو خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخلے کے خواہش مند ہوں ان کو چاہئے کہ "الفضل" کا مطالعہ کرتے رہیں۔ الفضل میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا اعلان شائع ہوتا ہے۔ نیز آپ مزید معلومات وکالت دیوان تحریک جدید سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

2۔ ایسے طلباء جو F.A کرنے کے خواہش مند ہوں وہ غور کرکے ایسے مضامین کا انتخاب کریں جو دلچسپ ہونے کے ساتھ آئندہ کی پیشہ ورانہ زندگی کے لئے بھی مفید ہوں مثلاً اکنامکس، شماریات۔ میتھ وغیرہ۔ یہ مضامین F.A کرنے کے بعد کامرس اور اکاؤنٹنگ کی فیلڈز کی طرف جانے میں بھی ممد و مددگار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ F.A میں میتھ پڑھنے والے طلباء کمپیوٹر سائنسز کے ڈگری پروگرام میں داخلہ کے بھی اہل ہوتے ہیں۔ حکومتی اداروں میں عام طور پر داخلہ سے قبل F.A میں حاصل کئے نمبروں کے حساب سے میرٹ بنایا جاتا ہے جبکہ پرائیویٹ اداروں میں داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ F.A کرنے کے بعد B.B.A (بزنس ایڈمنسٹریشن) کرکے M B A بھی کیا جاسکتا ہے۔ حکومتی اداروں میں B.B.A میں داخلہ انٹرمیڈیٹ میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر اور پرائیویٹ اداروں میں داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ F.A کرکے سادہ B.A کرنے کے بعد بھی M B A میں داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کسی مضمون میں M.A کرنے کے لئے B.A میں پڑھے ہوئے مضامین میں سے کسی ایک میں داخلہ مل سکتا ہے۔

3۔ Fsc کے دو گروپ ہیں۔ 1۔ پری میڈیکل 2۔ پری انجینئرنگ

F.Sc پری میڈیکل کرنے کے بعد MBBS۔ بی۔ فارمیسی۔ ڈینٹل سرجری۔ ویٹرنری میڈیسن میں داخلہ لیا جاسکتا ہے۔ یہ فیلڈز عام طور پر حکومتی اداروں میں پڑھائی جاتی ہیں اور داخلہ F.Sc میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ چند پرائیویٹ ادارے بھی میڈیسن کرواتے ہیں لیکن ان میں داخلہ سابقہ نمبروں اور داخلہ ٹیسٹ میں اچھی کارکردگی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ F.Sc پری میڈیکل کرنے کے بعد B.A - B.Sc - B.B.A اور چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کی طرف بھی جایا جاسکتا ہے۔

F.Sc پری انجینئرنگ کرنے کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں الیکٹریکل۔ سول۔ میکینکل۔ کیمیکل۔ آرکیٹکچر۔ الیکٹرانکس۔ ٹیکسٹائل وغیرہ میں داخلہ لیا جاسکتا ہے۔ کچھ اعلیٰ میعار کے پرائیویٹ ادارے بھی انجینئرنگ کرواتے ہیں لیکن داخلہ سے قبل ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوتا ہے۔

5۔ F.Sc پری انجینئرنگ کرنے والے کمپیوٹر سائنس کی طرف بھی جاسکتے ہیں۔ حکومتی اداروں میں یہ ڈگری پروگرام کم اداروں میں کروایا جاتا ہے البتہ بعض اعلیٰ معیار کے پرائیویٹ ادارے کمپیوٹر سائنس میں ڈگری پروگرام کرواتے ہیں اور داخلہ بذریعہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ F.Sc پری انجینئرنگ کرنے والے طلباء B.Com- B.B.A-B.Sc-B.A اور C-A کی طرف کا رخ بھی کرسکتے ہیں۔

6۔ وہ طلباء جو انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد فائن آرٹس۔ ڈیزائننگ وغیرہ میں ڈگری حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں بعض ادارے یہ لازم قرار دیتے ہیں کہ انٹرمیڈیٹ میں انہوں نے فائن آرٹس کا مضمون پڑھا ہو لیکن بعض ادارے داخلہ ٹیسٹ میں خاص طور پر فری ہینڈ ڈرائنگ میں عمدہ کارکردگی کی بنیاد پر داخلہ دیتے ہیں۔

7۔ F.Sc کرنے والے طلباء کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ جس کالج میں وہ داخلہ لیں وہاں پریکٹیکل کروائے جاتے ہیں یا نہیں۔

8۔ ایسے طلباء جو میٹرک کرنے کے بعد کسی ٹیکنیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ تین سال کا ڈپلومہ (DAE) کرنے کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی میں بھی داخلہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بیچلرز اور پھر ماسٹرز کرنا چاہتے ہوں تو وہ بھی کرسکتے ہیں کیونکہ تین سالہ DAE کو انٹرمیڈیٹ کے برابر درجہ دیا جاتا ہے۔

9۔ صوبہ پنجاب میں میٹرک کرنے کے بعد DBA (ڈپلومہ بزنس ایڈمنسٹریشن) جو انٹرمیڈیٹ کے مساوی کورس ہے اور حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہے میں بھی داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام کی خاص بات مینیجمنٹ اور کمپیوٹر کے کورسز کی تعلیم ہے۔ اس کو کرنے کے بعد B.A-B.B.A اور B.Com بھی کیا جاسکتا ہے۔ (DBA کے بارے میں مکمل تفصیل کے لئے دیکھئے روزنامہ "الفضل" شمارہ نمبر 123 جلد 45-80 مورخہ 4-4-1995ء)

10۔ ایسے طلباء جو کامرس میں دلچسپی رکھتے ہوں میٹرک کے بعد I.Com C.Com اور D.Com بھی کرسکتے ہیں اس کے بعد B.Com اور C.A کی طرف بھی جایا جاسکتا ہے۔

11۔ بعض طالبات ہوم اکنامکس کے مضامین پڑھنا چاہتی ہیں تو وہ میٹرک کے بعد چار سالہ B.Sc پروگرام میں داخلہ حاصل کرتی ہیں۔ ان میں مختلف پیشہ ورانہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں مثلاً چائلڈ ڈیویلپمنٹ۔ فوڈ اینڈ نیوٹریشن۔ فوڈ ٹیکنالوجی۔ آرٹس وغیرہ۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ہوم اکنامکس کے ڈگری پروگرام میں داخلہ میٹرک کی بجائے انٹرمیڈیٹ کے بعد دیتی ہے۔

12۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان کے بڑے شہروں میں واقع بعض ادارے غیر ملکی زبانوں میں سرٹیفکیٹ کورسز کرواتے ہیں۔ ان کورسز کے بعد مختلف معیار کے اور کورسز بھی جاری رہتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر انٹرمیڈیٹ اور بیچلرز بھی کرلیا جائے تو دوہرا فائدہ ہو جاتا ہے۔ ان ادارہ جات کے داخلوں کے بارے میں قومی اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں۔

13۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بھی میٹرک پاس طلباء کے لئے کورسز آفر کرتی ہے جن میں ڈیری فارمنگ شہد کی مکھیاں پالنا۔ الیکٹریکل کورسز۔ آٹو ٹیکنیشن وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے داخلے سال میں دو مرتبہ کھلتے ہیں ایک مئی اور دوسرا نومبر دسمبر میں۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے مختصر المیعاد (STEP) تعلیمی پروگرام بھی جاری کیا ہوا ہے جس میں خاص طور پر کمپیوٹر کورسز بھی کروائے جاتے ہیں اور داخلہ سال میں کسی بھی وقت لیا جاسکتا ہے۔

14۔ میٹرک کے بعد P T C بھی کیا جاسکتا ہے اور رزلٹ کے بعد ہر ضلع میں واقع ایلیمنٹری کالجز میں داخلے ہوتے ہیں اور داخلہ میٹرک میں حاصل کئے گئے نمبروں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ نظارت تعلیم کوشش کرتی ہے کہ پاکستان میں کروائے جانے والے مختلف پروگراموں میں داخلہ کا اعلان "الفضل" میں شائع ہو۔ اور کثیر تعداد میں طلباء اس سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اس لئے ایک تو الفضل کا باقاعدہ مطالعہ کیا کریں نیز معلومات کے لئے نظارت تعلیم کو خط بھی لکھیں۔ اور اگر آپ کے پاس کچھ اہم تعلیمی معلومات ہوں وہ بھی ارسال کریں۔

اقبال احمد نجم ایم اے شاہد اسلام آباد

حضرت مولوی محمد رحیم الدین صاحب

مکرم و محترمی ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ
امید ہے بفضلہ تعالیٰ آپ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو (آمین) مکرم اقبال احمد صاحب نجم مربی سلسلہ نے حضرت مولوی محمد رحیم الدین صاحب کے بارہ میں ایک مضمون لکھا ہے جو آپ کی خدمت میں اشاعت کی غرض سے ارسال ہے

(مولانا) سلطان محمود انور
ناظر اصلاح وارشاد

آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خصوصی رفقاء میں سے تھے آپ کے حالات زندگی نایاب ہوگئے ہیں۔ آپ کے والد صاحب کا نام کریم الدین صاحب تھا۔ آپ موضع حبیب والا ضلع بجنور یوپی کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش اور سن تو معلوم نہیں ہوسکا اٹھارویں صدی کے آخری سالوں میں آپ کی پیدائش ہوئی مڈل پاس کرکے محکمہ جنگلات میں ملازم ہوگئے۔ چکروتہ ضلع ڈیرہ دون میں پہاڑ پر ملازم تھے۔ اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ہسپتال میں سرجن تھے ان کے ذریعہ احمدیت سے شناسائی ہوئی اور ان کی ہی دعوت الی اللہ سے آپ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ اور مبائعین میں شامل ہوئے ملازمت کے دوران قادیان جاتے رہتے تھے۔ تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کو قادیان کے تعلیمی اداروں میں تعلیم دلوائی بڑے بیٹے (فوت شدہ) پوسٹ ماسٹر ہو کر ریٹائر ہوئے منجھلے بیٹے علی گڑھ کالج میں پروفیسر تھے وہاں سے ریٹائر ہوئے اور چھوٹے بیٹے بھی پوسٹ ماسٹر ہو کر ریٹائر ہوئے آج کل سکھر میں رہائش پذیر ہیں اور ان کی عمر اس وقت 88 سال ہے۔

دونوں بیٹیاں احمدیوں میں بیاہی گئیں ان میں سے ایک میری نانی جان تھیں۔ آپ ریٹائر ہونے کے بعد قادیان میں آکر فروکش ہوگئے تھے۔ آپ کی دونوں بیٹیاں بھی قادیان میں رہتی تھیں۔ میرے نانا حشمت اللہ خان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ نور ہسپتال کے ساتھ گلی میں رہتے تھے اور معمولی دکان کرتے تھے۔ ان کے والد حضرت نعمت اللہ خان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ محرر مدرسہ احمدیہ تھے مقبرہ بہشتی قادیان میں کتبے پر اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ 1927/28 میں آپ ملک محمد خورشید صاحب کی فیملی کے ساتھ منسلک ہوگئے ملک صاحب پہلے سیکرٹری تعمیر کمیٹی ربوہ مقرر ہوئے تھے۔ آپ کے بیٹے محمد مجید خاں صاحب ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر ساہیوال نے میرے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

ان کے ہمارے پاس رہنے سہنے سونے جاگنے اٹھنے بیٹھنے اور عبادت کرنے کا تمام نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

حضرت مولوی صاحب (ہم انہیں ایسے ہی پکارتے تھے) میرے والد صاحب کے پاس غالباً سن 27/28 کے قریب تشریف لائے۔ میرے والد صاحب چونکہ محکمہ انہار میں ملازم تھے محکمہ نہر کے بنگلے شہروں سے بہت دور ہوتے تھے۔ میرے والد صاحب بچوں کے لئے ایک اتالیق رکھنا چاہتے تھے جو انہیں دینی تعلیم سے آراستہ کرے اور تربیت کرے اس سلسلہ میں والد صاحب نے قادیان رابطہ کیا۔ جہاں سے حضرت مولوی صاحب کو میرے والد صاحب کے پاس بھجوایا گیا۔ پھر وفات تک موصوف ہمارے پاس ہی رہے اور ہم سب بہنوں اور بھائیوں کو آپ نے ہی کلام الٰہی پڑھایا۔ دینی تعلیم اور ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم بھی دیتے رہے حضرت

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

بھارت کی غربت

بھارت دنیا بھر میں آبادی کے لحاظ سے دوسرا بڑا ملک ہے جبکہ جمہوریت کے اعتبار سے اس کو سب سے بڑا ملک مانا جاتا ہے کیونکہ چین کے طرز حکومت کو جو کہ دنیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے جمہوری قرار نہیں دیا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت میں غربت کا یہ حال ہے کہ عالمی اداروں نے غربت کی جو تعریف معین کی ہے یعنی ایسا شخص غریب ہے جس کی روزانہ کی آمدنی ایک ڈالر ہو' اس لحاظ سے بھارت کی 50% آبادی غربت کا شکار ہے۔

آزادی حاصل کرنے کے 50 سال بعد بھی بھارت کا غربت کے اعتبار سے وہی حال ہے جو آزادی سے قبل تھا۔ بلکہ شاید اب اس میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک کروڑ کے لگ بھگ آبادی کا شہر کلکتہ دنیا کا وہ شہر ہے جہاں سب سے زیادہ لوگ اپنی راتیں کھلے آسمان کے نیچے گزارتے ہیں۔ بھارت کے کئی شہروں میں آپ کو ایسے مفلوک الحال لوگ مل جاتے ہیں جن کے تن پر پھٹے پرانے کپڑے ہوتے ہیں اور پاؤں میں جوتی بھی نہیں ہوتی۔

بھارت کے وزیر اعظم آئی کے گجرال نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد جن مسائل پر سب سے زیادہ فکر کا اظہار کیا ہے ان میں نمایاں غربت ہے۔ بھارت کے ماضی کے کئی وزرائے اعظم کا مقبول نعرہ غربت ہٹاؤ رہا ہے مگر کسی بھی حکومت کو بھارت سے غربت دور کرنے کی توفیق نہیں ہو سکی۔ ایک بین الاقوامی اندازے کے تحت بھارت غربت کے لحاظ سے دنیا کے ممالک میں 142 ویں پوزیشن پر ہے۔ یعنی دنیا کے 141 ممالک ایسے ہیں جو بھارت سے زیادہ خوشحال ہیں۔

بھارت یوں تو ایک صنعتی طاقت میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے مگر اس کا نتیجہ ملک سے غربت کی دوری نہیں ہے بلکہ خوشحال طبقے کی خوشحالی میں زیادہ اضافہ ہے۔ اس طرح سے بھارت میں امیر اور غریب طبقات کے درمیان فرق ماضی کی نسبت بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

بھارت کے موجودہ وزیر اعظم نے ملک سے غربت دور کرنے کا عزم کیا ہے۔ ان کی کوشش کیا نتیجہ پیدا کریں گی اس بارے میں زیادہ خوش فہمی کی گنجائش نہیں ہے۔ ملک کا نظام جس طرح خوشحال طبقوں کو زیادہ خوشحال بناتا جا رہا ہے اس کے پیش نظر بھارت میں غربت دور ہونے کا بظاہر کوئی امکان دور دور تک نظر نہیں آ رہا۔

○○○

عراقی نائب وزیر اعظم کا دورہ چین

دنیا کے نقشے پر جو تبدیلیاں رفتہ رفتہ رونما ہو رہی ہیں ان میں ایک اہم تبدیلی طاقت کے توازن میں تبدیلی کا اشارہ کر رہی ہے۔ دنیا کی واحد سپر طاقت امریکہ کا کنٹرول دنیا بھر میں کم ہوتا جا رہا ہے اور سابق سوویت یونین کے ٹوٹنے سے طاقت کا جو توازن درہم برہم ہوا ہے اس خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے چین اور روس آگے بڑھ رہے ہیں۔

اس وقت امریکہ کا بڑا باؤ اسلامی ملک عراق پر ہے۔ امریکہ عراق کی دشمنی میں مجنونانہ انداز اختیار کئے ہوئے ہے جیسے عراق ایک چھوٹا سا ملک نہ ہو بلکہ کوئی ایسی بڑی طاقت ہو کہ جس کو جب ڈھیل دی گئی تو وہ امریکہ کی گردن پکڑ لے گا۔ امریکہ کی اس دشمنی کے پیش نظر عراق کے نائب وزیر اعظم طارق عزیز کا دورہ چین خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس دورے کا واضح مطلب یہی ہے کہ چین امریکہ کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ وہ امریکہ کی بالادستی تسلیم نہیں کرتا اور اس کی دشمنی کی مزاحمت کرنے کی قوت رکھتا ہے۔

مسٹر طارق عزیز نے چین کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ چین کے وزیر خارجہ نے عراقی لیڈر کو بتایا کہ چین یہ چاہتا ہے کہ عراق پر سے اقتصادی پابندیاں جلد از جلد ختم کر دی جائیں اور یہ کہ عراق خلیج کی سلامتی میں موثر کردار ادا کرے۔

امریکہ کی بھرپور کوشش یہ ہے کہ عراق پر عائد شدہ اقتصادی پابندیاں بدستور جاری رکھی جائیں۔ یہ پابندیاں اقوام متحدہ نے امریکہ کے اشارے پر 1990ء میں اس وقت لگائی تھیں جب عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد میں 1991ء میں خلیج کی جنگ کے نتیجے میں کویت کو آزاد کرا لیا گیا تھا اور عراق کو سزا کے طور پر سخت پابندیوں میں اب تک رہنا پڑ رہا ہے۔ اس کے اسلحہ کی تیاری کے تمام مراکز تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اس کو اپنا ہی تیل بیچنے کی اجازت نہیں تھی۔ حال ہی میں بڑی محدود سی اجازت صرف اس مقصد کے لئے دی گئی ہے کہ عراق اپنے عوام کے لئے خوراک اور دوائیاں خرید لے۔

○○○

چین کے صدر کا افریقہ کا دورہ

چین کے صدر جیانگ زیمن افریقہ کے سات ممالک کے دورے پر ہیں۔ مسٹر جیانگ زیمن اس وقت چین کے مرد آہن ہیں اور ملک کے تمام طاقت کے مراکز ان کے کنٹرول میں ہیں۔

چین نے آنجہانی ڈینگ سیاؤ پنگ کی پالیسیوں کے نتیجہ میں اپنے اقتصادی نظام میں جو تبدیلیاں کی ہیں اس کے نتیجے میں اس کی اقتصادیات سرمایہ دارانہ نظام کا رخ اختیار کر چکی ہے اور وہ عالمی منڈیوں میں اپنی مصنوعات کی زیادہ سے زیادہ کھپت کا خواہش مند ہے۔ چین کا سیاسی نظام کمیونسٹ خطوط پر استوار ہے مگر اقتصادی نظام جدید مغربی طرز پر استوار ہو چکا ہے۔ اس سے چین ایک اقتصادی طاقت بن چکا ہے۔

چین کے صدر کے سات افریقی ملکوں کے دورے کے دوران ان کے ہمراہ چین کے 100 بڑے تاجروں کا ایک وسیع وفد بھی ہمراہ ہے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ چین افریقہ میں نئی منڈیاں ڈھونڈنا چاہتا ہے تاکہ اپنی مصنوعات کی کھپت کر سکے۔

○○○

روس کا اقتصادی بحران

جس روز سے روس میں سے کمیونسٹ اقتصادی نظام اور سیاسی نظام کا خاتمہ کیا گیا ہے اس روز سے روس میں نہ تو جمہوریت مستحکم ہوئی ہے اور نہ ہی اقتصادیات۔ ماضی کے مقابلے میں ملک میں اقتصادی صورت حال خراب ہے۔ چیزیں بے حد مہنگی ہیں روبل کی قیمت نیچے گرتے گرتے اتنی گر چکی ہے کہ اب دنیا میں شاید روبل سے زیادہ کوئی بے وقعت کرنسی نہ ہو!

روس کا بجٹ مسلسل خسارے میں جا رہا ہے اس کا تازہ ترین اظہار یہ ہوا ہے کہ روس کے سالانہ بجٹ میں 20% کٹوتی کی جا رہی ہے۔ پارلیمنٹ میں جو ترمیم شدہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے تحت روس کے بجٹ میں سے 19۔ ارب ڈالر کی کمی کی جا رہی ہے۔ حکومت کی آمدنی میں 43% کمی ہو گئی ہے اور روس شدید مالی مشکلات کا شکار ہے۔ اس وقت روس کی حالت یہ ہے کہ ایک بڑا ملک اپنی بڑائی کو سنبھال نہیں سکتا۔ ملک میں ایٹمی اور غیر ایٹمی اسلحے کا ڈھیر پڑا ہے مگر اس کو سنبھالنے کے لئے رقم موجود نہیں ہے۔

روس کی اقتصادی صورت حال میں مسلسل خرابی کے ساتھ ساتھ ایک بڑی خرابی امن و امان کی خراب صورت حال ہے۔ ملک میں جرائم تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اور عام آدمی خود کو بے حد غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ مغربی ممالک نے روس کی امداد کے جو وعدے کئے تھے ان میں سے بہت کم پورے ہوئے ہیں۔

دراصل مغربی ملکوں کا روس کی طرف رویہ یہ ہے کہ روس مسلسل مشکلات میں گھرا رہے تاکہ کسی بھی وقت وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر امریکہ یا مغربی ممالک کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ مغربی ممالک یوں زبانی طور پر تو روس سے دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن ان کے لاشعور میں روس آج بھی ایک بڑا دشمن ہے۔ جبکہ روس کی حکومت یہ خیال کرتی ہے کہ ملک سے کمیونسٹ نظام کے خاتمے کے بعد اب وہ مغربی ملکوں کا دوست بن چکا ہے۔ لیکن روس کے یہ مغربی دوست نہ صرف سیاسی بلکہ اقتصادی میدان میں بھی روس کی مشکلات کا مداوا نہیں کر رہے۔ ان کی یہی خواہش دکھائی دیتی ہے کہ روس بدستور مشکلات میں گھرا رہے۔

○○○

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ صفحہ 4

سوئٹزرلینڈ میں 1952ء میں قیام کے دوران ان کی شادی ایک خاتون Esther sibler سے ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ 1966ء میں وہ امریکن شہری بن گئے وہ اپنے کام میں اس قدر روقف ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے بارہ سال بعد چھٹیاں کی تھیں۔ وہ موسیقی سننا پسند کرتے ہیں۔ نیز ہائی کنگ بھی ان کو اچھی لگتی ہے۔ ہائی کنگ کے دوران جو آئیڈیاز ان کے ذہن میں آتے ہیں ان کو ایک کاغذ پر لکھتے جاتے ہیں۔

مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ کریں۔ ٹائم میگزین 17۔ اکتوبر 1968ء رسالہ سائنس۔ اکتوبر 1968ء

عبدالسلام

عبدالسلام کی پیدائش 1926ء میں جھنگ کے شہر میں ہوئی۔ آپ کے والد محکمہ تعلیم میں ملازم تھے آپ نے 1946ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور 1949ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور ریاضی کے مضمون میں آنرز حاصل کی پھر 1952ء میں آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اس سال ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ جو QED کے موضوع پر تھا وہ شائع ہوا جس سے چار دانگ میں آپ کی لیاقت اور غیر معمولی قابلیت کا چرچا ہو گیا۔

کیمبرج سے تعلیم سے فراغت کے بعد آپ پاکستان واپس چلے گئے مگر لاہور میں ریسرچ کے میدان میں فقدان کو دیکھ کر آپ 1954ء میں واپس کیمبرج میں ریاضی کے لیکچرار بن کر آ گئے۔ 1957ء یں آپ امپریئل کالج لندن میں تھیوریٹیکل فزکس کے شعبہ کے چیئرمین بن گئے اور 1964ء میں اٹلی میں واقع ریسرچ سینٹر کے ڈائریکٹر چن لئے گئے۔

آپ نے 1968ء میں یونی فائیڈ فیلڈ تھیوری کا نظریہ پیش کیا 1973ء میں جنیوا کے قریب واقع سینٹر "سرن" میں آپ کے نظریہ Weak nuclear current کا لیبارٹری ثبوت ملا۔ پھر 1983ء میں ڈبلیو اور زیڈ پارٹیکلز کا ثبوت ملا۔ 1979ء میں آپ کو دو امریکن سمیت نوبل انعام سے اس بات پر نواز اگیا۔

For their contribution to the theory of the unified weak and electromagnetic interaction between elementary particles including' inter-alia the prediction of weak neutral current

آپ 1955ء تک اقوام متحدہ کی کانفرنس برائے اٹامک انرجی کے سائنسی سیکرٹری رہے۔ 1964ء سے لے کر 1975ء تک آپ اقوام متحدہ کی ایڈوائزری کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کے ممبر اور 1971ء میں چیئرمین رہے۔ آپ یونیسکو کی ایڈوائزری کمیٹی کے 1981ء میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیئرمین رہے 1972ء سے لے کر 1978ء تک آپ انٹرنیشنل یونین آف پیور اینڈ اپلائیڈ فزکس کے وائس پریذیڈنٹ رہے۔ آپ کی کتابوں میں درج ذیل کتابیں مشہور ہیں۔ سمٹری کن سیپٹ ان ماڈرن فزکس۔ 1966ء ارمان اور حقیقت 1992ء

سبرانیم چندراشیکھر

انڈین امریکن اسٹرو فزسٹ چندراشیکھر کی پیدائش لاہور میں 19۔ اکتوبر 1910ء کو ہوئی آپ اپنے والدین کے دو بچوں میں سے سب سے بڑے بیٹے تھے آپ کے پتاجی ہندوستانی حکومت کے سرکاری عہدیدار تھے ان کے والد موسیقی کے بہت دلدادہ تھے ان کی والدہ سیتابالا کرشنن ادب کی مانی ہوئی عالم اور زبان کی ماہر تھیں۔ آپ کے چچا سرسی وی رمن تھے جو اس سے پہلے نوبل انعام حاصل کر چکے تھے اپنے انکل سے متاثر ہو کر آپ نے بھی سائنس دان بننے کا ارادہ کیا تھا۔

آپ نے سکول کی تعلیم گھر پر نیز پرائیویٹ اساتذہ سے حاصل کی اس کے بعد آپ نے ہندو ہائی سکول۔ مدراس میں داخلہ لیا 1925ء میں آپ نے مدراس یونیورسٹی میں داخل لیا جہاں سے آپ نے نظریاتی طبیعات میں میجر کیا۔ 1928ء میں آپ نے ایک سائنسی مقالہ لکھا جس کا عنوان تھا۔

Thermo-dyanamics of Compton effect

1930ء میں آپ کو بھارتی سرکار نے وظیفہ دیا تو آپ کیمبرج یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کے لئے آگئے سفر کے دوران آپ نے ایک کتاب کا مطالعہ کیا جو آپ کو انعام کے طور پر ملی تھی اس کا نام تھا

Internal constitution of the star

اس کے مصنف سر آرتھر اڈنگٹن تھے اس کتاب میں یہ تھیوری پیش کی گئی تھی کہ ستاروں میں نیو کلیئر ری ایکشن ہونے کے بعد جب ان کا ایندھن ختم ہو جاتا تو یہ اپنے وزن کی وجہ سے خود بخود Collapse ہو جاتے ہیں اور خارج ہونے والی انرجی خلاء میں چلی جاتی ہے۔

ٹرینٹی کالج میں چندرا نے سر الف فاؤلر کے ماتحت مرتے ہوئے ستاروں کے کردار پر تحقیق کی اور ایک سال کے اندر اندر اکیس سال کی عمر میں انہوں نے تین زبردست سائنسی مقالے لکھ ڈالے ان مقالوں میں آپ نے سر اڈنگٹن کی تھیوریز کی سخت تردید کی اور ان کو غلط ثابت کیا۔

اس زمانے کے مشہور برطانوی سائنس دان پال ڈائیراک نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اب کوپن ہیگن جا کر مشہور عالم سائنسدان نیل بوہر کے ساتھ کام کریں 1933ء میں ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی جس کے بعد مزید چار سال انہوں نے کیمبرج میں گزارے

بلیک ہولز کا تصور سب سے پہلے چندراشیکھر نے دنیا میں پیش کیا تھا اپنی تھیوری میں انہوں نے کہا تھا

"A massive star whose size contracts below a certain radius would allow no radiation to escape. It would become invisible

1924ء میں رائیل اسٹرونامیکل سوسائٹی لندن نے آپ کو ایک لیکچر کی دعوت دی 1937ء میں آپ یونیورسٹی آف شکاگو ریسرچ ایسوسی ایٹ بن کر آگئے۔ 1944ء میں آپ پروفیسر بن گئے.... 1974ء سے لے کر 1983ء تک آپ نے

Mathematical theory of black holes

پر کام کیا اس تھیوری کو اب Chandrasekhar limit کہا جاتا ہے۔ اس تھیوری کی پیش گوئی کے مطابق نیوٹران سٹار اور بلیک ہولز کا وجود ثابت ہوا ہے۔

شکاگو۔ امریکہ میں تدریس کے دوران آپ سے دو طالب علموں نے تعلیم حاصل کی جن کو بعد میں نوبل انعام سے نوازا گیا ان دو شاگردوں کے نام یہ ہیں سونگ ڈاؤلی Tsung Dao lee اور چن ننگ یانگ Chen Ning Yang خود ان کو نوبل انعام 1983ء میں ملا تھا آپ کی کتاب میتھی میٹکل تھیوری آف بلیک ہولز 1983ء اور پلازما فزکس بہت مشہور ہیں۔

آپ کی وفات 21۔ اگست 1995ء کو امریکہ میں ہوئی آپ نے پچاسی سال کی عمر پائی۔

OOO

بقیہ صفحہ 5

مولوی صاحب ہمارے پاس آنے کے بعد ہمارے ہی ہو گئے۔ وہ ہماری فیملی کے ایک فرد بن گئے اور ہم ہمیشہ ان کو ایک شفیق اور محسن بزرگ سمجھتے رہے۔ رات کو دو تین بجے اٹھ کر عبادت اور نوافل ادا کرنا اور صبح تک عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کو حضرت بانی سلسلہ اور سلسلہ احمدیہ سے عشق تھا دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا آپ گاہے بگاہے اشتہارات ٹریکٹ شائع کروایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ نے 1939 تا 1949ء بھی...... ایک ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کیا تھا۔ اپنی معمولی آمدنی میں سے چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے آپ کی غذا اور لباس نہایت سادہ تھی۔ آپ گفتگو اردو میں کرتے تھے.... دنیاوی آلودگیوں یعنی رسم و رواج۔ ناچ گانا وغیرہ سے بہت متنفر تھے۔ جب تک آپ ہمارے ساتھ رہے یوں لگتا تھا کہ ایک فرشتہ ہماری تعلیم و تربیت اور نگرانی کے لئے مامور ہے۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی پیارے بندوں میں سے تھے۔ جب حضرت مولوی صاحب کی یاد آتی ہے۔ تو میری آنکھوں کے سامنے سارا نقشہ گھوم جاتا ہے کہ کس طرح ہمیں کلام الٰہی پڑھایا کرتے تھے کس طرح ہمیں عبادت سکھایا کرتے تھے کس طرح احمدیت کے متعلق ہمیں باتیں بتایا اور ازبر کرایا کرتے تھے۔ انہوں نے چلنے پھرنے اٹھتے بیٹھتے بولنے چالنے۔ غرضیکہ سچ بولنے اور

بدیوں سے بچنے کی تعلیم دی۔ وہ ہمارے گھر میں ایک ہمدرد اور غمخوار بزرگ تھے۔ میرے والد صاحب کو اپنے محکمہ میں احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے بعض اوقات ابتلا پیش آتے تو آپ حضرت مولوی صاحب کو دعا کے لئے کہتے حضرت مولوی صاحب دعائیں کرتے اور میرے والد صاحب کو بتاتے کہ "میں نے خواب یا رویاء دیکھی ہے دشمن آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا۔" اور ایسا ہی ہوتا اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب پر بے حد رحمتیں اور فضل نازل فرماوے اور آپ کی روح کو نہایت بلند مقام بخشے آمین کیونکہ ایسے فرشتہ سیرت لوگ جو بظاہر انسان ہوتے ہیں لیکن ان کے اعمال اور افعال فرشتوں والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ ترین مقام کے مستحق ہوتے ہیں آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ ان کے حالات زندگی اگر کسی کو معلوم ہوں تو مضمون نویس کو لکھ بھیجے۔

OOO

بقیہ صفحہ 1

صاحب کے والد مکرم چوہدری علی احمد واہلہ صاحب بعمر 80 سال موقع پر فوت ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی بیٹی تہمینہ شہوار عمر 5 سال 'واقف نو' شیخوپورہ ہسپتال میں جا کر فوت ہو گئی اور 3 مئی کو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ مسز نسیم اختر صاحبہ بعمر 32 سال وفات پا گئیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کی والدہ محمد بی بی صاحبہ جنرل ہسپتال لاہور میں بے ہوش ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے والد اور بیٹی کا جنازہ دارالذکر لاہور میں یکم مئی کو محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے پڑھایا جس کے بعد ماڈل ٹاؤن کے احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم شیخ مبشر لطیف صاحب صدر حلقہ فیصل ٹاؤن نے دعا کرائی۔

ڈاکٹر شوکت صاحب کی اہلیہ محترمہ کا جنازہ مکرم اقبال عابد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا اور احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن میں تدفین کے بعد مکرم مبشر لطیف صاحب نے دعا کرائی۔

ڈاکٹر شوکت صاحب کے بیٹے الطاف عمر 6 سال کا بازو اور ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ جبکہ دو چھوٹی بچیوں ماہم اور تحریم عمر 1۔2 سال کو کوئی چوٹ نہیں آئی۔ ڈاکٹر شوکت صاحب خود گاڑی میں نہیں تھے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت زدہ خاندان پر رحم کرے۔ وفات یافتگان کو جنت میں جگہ دے۔ زخمیوں کو شفا دے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد یوسف مجوکہ صاحب حال جرمنی لمبے عرصہ سے کینسر کی مرض میں مبتلا ہیں۔ صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب شاد (ریٹائرڈ ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ) ساکن دارالعلوم غربی ربوہ مورخہ 5۔ مئی 1997ء کو سوا سات بجے شام بعمر قریباً 62 سال قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

آپ کا جنازہ 97-5-6 کو بعد ظہر مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت مبارک میں پڑھایا۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور منیب احمد صاحب منیر پروفیسر جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہر حال میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور اپنے فضل سے موصوف کو بلند درجات عطا فرمائے۔

تصحیح

○ الفضل مورخہ 30۔ اپریل 1997ء ص 7 کالم نمبر 1 میں مکرم سید عبید اللہ شاہ کی وفات کے اعلان میں دوسرے پیرے کو یوں پڑھا جائے'

"موصوف سید محمد عبداللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کے بیٹے تھے"

(ادارہ)

زعماء و ناظمین اضلاع انصار اللہ سے ضروری گذارش

○ مجالس انصار اللہ کے زعماء صاحبان، زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع سے گذارش ہے کہ وہ اپنی ماہانہ رپورٹس ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر مجلس انصار اللہ پاکستان میں لازماً بھجوا دیا کریں۔ نیز ناظمین اضلاع ہر ماہ جائزہ لیا کریں کہ ان کے ضلع کی تمام مجالس نے اپنی ماہانہ رپورٹ بھجوا دی ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

خدمت دین

○ میٹرک کا امتحان دے کر فارغ ہونے والے طلبہ / طالبات کے لئے سنہری موقعہ ہے کہ "وہ ضرور وقف عارضی کریں اس طرح ان کا علم بڑھے گا جہاں وہ جائیں گے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ اور اگر نوجوان ان کے لئے نمونہ بنیں گے تو ان پر بڑا اثر ہو گا کہ چھوٹی چھوٹی عمروں والے اس قسم کا کام کر رہے ہیں"

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد۔ وقف عارضی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 11- مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سارک سربراہ کانفرنس میں شرکت کے لئے مالدیپ پہنچ گئے ہیں۔ وزیر اعظم سربراہ کانفرنس سے خطاب کے علاوہ دیگر ممالک کے سربراہوں سے ملاقات بھی کریں گے مالدیپ میں دو روز قیام کے بعد وہ اشک آباد روانہ ہو جائیں گے۔ جہاں وہ علاقائی تعاون تنظیم کی سربراہی کانفرنس میں شرکت کریں گے جو 13، 14 مئی کو ہو گی۔ مالے جاتے ہوئے نواز شریف نے کراچی میں مختصر قیام کیا۔

○ جنوبی ایشیا کے ممالک کی علاقائی تعاون کی تنظیم (سارک) کے رکن ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس آج مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں شروع ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کا افتتاح مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم کریں گے کانفرنس میں بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد، بھوٹان کے شاہ جگمے سنگھے وانگ چک، بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال، نیپال کے وزیر اعظم لوکندرا بہادر چاند، پاکستان کے وزیر اعظم محمد نواز شریف، اور سری لنکا کی صدر چندریکا کمارا تنگا شرکت کر رہے ہیں۔ کانفرنس کے دوران پاک بھارت وزرائے اعظم کی ملاقات کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے کہا ہے ہمیں پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں بھارتی خفیہ ایجنسی را کے ملوث ہونے کے ثبوت مل گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھارتی حکمرانوں سے براہ راست بات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور مالدیپ میں وزیر اعظم بھارت اندر کمار گجرال سے دہشت گردی روکنے کو کہیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ بھارتی وزیر اعظم سے کہیں گے کہ وہ پاکستان میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لئے دہشت گردی کی مذموم کارروائیوں کا نوٹس لیں اور انسانی جانوں سے کھیلنے کے مکروہ کھیل کے سدباب کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ حساس اداروں نے وزیر اعظم کو بتایا ہے کہ بھارت کو کشمیر پر کمزور موقف کی وجہ سے دنیا بھر میں ہزیمت اٹھانا پڑ رہی ہے جس کے سدباب کے لئے وہ طویل عرصے سے پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری اور بم دھماکے کروا رہا ہے۔

○ ایران کے مشرقی علاقے میں ہفتے کو آنے والے قیامت خیز زلزلے میں صوبہ خراسان کے دو سو دیہات مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ دو ہزار چار سو سے زائد لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور پچاس ہزار افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ دس ہزار مکانات زمین بوس ہو گئے ہیں اور لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے ہیں۔ ریکٹر سکیل پر زلزلے کی شدت 7.1 تھی۔ بلوچستان، سرحد اور کئی دوسرے افغان علاقوں میں بھی زلزلہ آیا۔ صدر پاکستان فاروق احمد لغاری اور وزیر اعظم نواز شریف نے ایران میں آنے والے زلزلے اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے جانی و مالی نقصان پر شدید رنج اور غم کا اظہار ایران کے صدر کے نام اپنے اپنے پیغامات میں کیا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے زلزلے کے متاثرین کی امداد اور بحالی کے لئے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ ہم نے دہشت گردوں کو کچلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے جائیں گے۔ اور عوام کے جان و مال کا ہر طرح سے تحفظ کیا جائے گا۔ ایس ایس پی گوجرانوالہ اشرف مارتھ کے قتل کے بارے میں شہباز شریف نے کہا کہ یہ افسوسناک واقعہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ حکام جلد ملزموں تک پہنچ جائیں گے۔ اگرچہ پولیس اور مختلف ایجنسیوں کی تفتیشی ٹیمیں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکیں۔ اب تک کی تفتیش کے مطابق اس واردات میں ریاض بسرا اور اس کے ساتھیوں نے اس واردات میں حصہ لیا۔ بہرحال پولیس ان کی گرفتاری کے لئے اپنی کارروائیاں تیز کر رہی ہے۔

○ پنجاب کی صوبائی حکومت کے ذرائع نے بتایا ہے کہ حکومت نے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے قلیل المیعاد منصوبوں پر کام شروع کر دیا ہے۔ جبکہ طویل المیعاد منصوبوں پر بھی کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ خصوصی محرم پلان تیار کر لیا گیا ہے۔ دہشت گردی کے مقدمات کی سماعت روزانہ ہو گی اور تیز رفتار سماعت کے ذریعے ہر مقدمے کا فیصلہ دو اڑھائی ہفتے میں سنا دیا جائے گا۔ لیکن یہ مقدمات خصوصی عدالتوں کی بجائے عام عدالتوں ہی میں چلائے جائیں گے۔ ریپڈ ایکشن فورس کے قیام اور گہرے فرقہ وارانہ رجحانات رکھنے والے افسروں کی نگرانی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسداد دہشت گردی سکول قائم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔ اور انفارمیشن گیدرنگ اور انٹیلی جنس نظام بہتر بنایا جا رہا ہے۔

○ راولپنڈی کے نزدیک اڈیالہ جیل میں محرم کا ماتمی جلوس نکالنے کی اجازت نہ ملنے پر قیدیوں نے تالے توڑ کر سزائے موت کے قیدیوں کو رہا کرا لیا۔ جگہ جگہ آگ لگا دی۔ جیل کا ریکارڈ نذر آتش کر دیا۔ جس پر جیل کے عملہ اور قیدیوں کے درمیان شدید جھڑپوں میں زخمی ہونے والے تیس قیدیوں کی حالت تشویشناک ہے۔ پولیس نے بے دریغ آنسو گیس استعمال کی۔ اور لاٹھی چارج بھی کیا۔ دو گروپوں میں تصادم ہوا اور سوئی گیس کی پائپ لائن کاٹ دی گئی۔ ایک گروپ نے نعرہ بازی کی تو دوسرے گروپ نے اس کا جواب دیا جس پر یہ سارا ہنگامہ برپا ہوا۔ مشتعل گروپ نے بیرکوں کو بھی آگ لگا دی۔

○ گوجرانوالہ پولیس نے ایس۔ ایس۔ پی اشرف مارتھ کے قتل کیس میں سپاہ صحابہ پنجاب کے سابق صدر مولانا محمد نواز بلوچ کو ہفتہ کے روز رات گئے گرفتار کر لیا۔ اور تفتیش کے لئے نامعلوم مقام پر پہنچا دیا۔ ان پر ریاض بسرا کو پناہ دینے کا الزام ہے۔ قتل کے الزام میں وہ پہلے بھی گرفتار ہوئے اور عید الاضحیٰ سے ایک روز قبل رہائی ملی تھی۔

○ سنٹرل جیل سکھر میں قیدیوں کی ہنگامہ آرائی خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ چوبیس گھنٹہ کے دوران قیدیوں نے وقفہ وقفہ سے زبردست ہلڑبازی کر کے جیل کے نظام کو درہم برہم کر دیا۔ قیدیوں نے جیل انتظامیہ کو دھمکی دی ہے کہ اگر مینو کے مطابق غذا فراہم نہ ہوئی تو حکام کا گھیراؤ اور بھوک ہڑتال کریں گے۔

○ چیئرمین وزیر اعظم معائنہ کمیشن لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک نے بتایا ہے کہ آئندہ چند روز میں 14ویں ترمیم میں کئی قومی اہمیت کے بل پیش کئے جائیں گے۔ لیکن ان میں سب سے اہم فرقہ واریت کی آڑ میں ہونے والی دہشت گردی کا خاتمہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی اور انہیں غیر مسلح کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اس وقت ملک میں آٹھ ہزار اشتہاری ملزم ہیں۔ جنہوں نے امن عامہ کو تہ و بالا کر رکھا ہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ سخت قوانین بنانے اور اشتہاری ملزموں کی گرفتاری سے امن و امان کی صورت حال بہتر ہو گی۔

○ چین نے ہانگ کانگ میں شہری آزادیاں ختم کر دی ہیں ہانگ کانگ کے متنازعہ قانون ساز ادارے نے قانون کی منظوری دے دی ہے اس کا اطلاق یکم جولائی کو ہانگ کانگ کی چین کو منتقلی سے ہو گا۔ جلسے جلوس کے لئے پیشگی اجازت لینی پڑے گی۔ غیر ملکی فنڈ پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔

○ ایران نے امریکی دھمکی کے جواب میں فوجی مشقیں شروع کر دی ہیں۔ جن میں چار ہزار فوجی حصہ لے رہے ہیں۔ امریکہ نے ایران کو علاقے میں مظاہرے سے باز رہنے کی وارننگ دی تھی۔ اور آبنائے ہرمز بند کرنے کی صورت میں حملے کی دھمکی دی تھی۔ ایران نے دھمکی کے 24 گھنٹے بعد حملے کا تیزی سے جواب دینے کے لئے "یا حسین شہید" کے کوڈ سے فوجی مشقیں شروع کر دی ہیں۔

○ جنوبی چین میں سیلاب سے 115۔ افراد ہلاک اور ساڑھے تین لاکھ بے گھر ہو گئے ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں ایک ممتاز کشمیری لیڈر شبیر احمد شاہ کو ان کے 15 ساتھیوں سمیت سری نگر سے گرفتار کر لیا گیا ہے اور انسٹی ٹیوٹ آف کشمیر سٹڈیز کے سربراہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

○ افغان رہنما جنرل رشید دوستم کی ملیشیا کے سپاہیوں نے بغاوت کر کے اپنے کمانڈر کو قتل کر دیا ہے اور طالبان سے جا ملے ہیں۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: دوکان 212515 رہائش 212300

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4
عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں۔ پلاٹ یا مکان کی خریداری کیلئے رابطہ
کہکشاں پراپرٹی سنٹر
نزد جلسہ گاہ جدید ربوہ
فون: 211842

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
فون دوکان: 212837
گھر: 212175
پروپرائیٹر:
میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے ہے نیز لیڈیز جینٹس کی بے شمار ورائیٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ
ریلوے روڈ گلی نمبر 1
ربوہ
فون: دوکان: 434
گھر: 211244